برصغیر میں مسلم عہد کی تدوین: استشراقی فکر کے تجزیہ کی ضرورت

Institution / Formation of the Muslim Era: A Need for the Analysis of Oriantalistic Thought

محمد عرفان احمد: پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات
ڈاکٹر محمد ریاض محمود: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

Abstract:
It is a historical fact that the history and civilization of the Sub-Continent have been of great importance all over the world. Every aspect of the culture reached its climax with the arrival of the Muslims here in the sub-continent of India. Many of the historians have narrated the glorious achievements of the Muslims in golden words. The Muslim rule came to an end in the Sub-Continent after the arrival of the European nations in the Sub-Continent. The British East India Company defeated the Mughal rulers and took over the rule in their hands. The British tried to present the Muslim history according to their own angle in a wrong prospective to strengthen their rule over here. The Muslim rule was presented as a barbaric regime. A dark and cruel picture of the Muslim culture was painted. They made fun of the sincere efforts of the Muslims for the Inter-Faith harmony. The British rulers were introduced as sincere servants and friends of the native Indians. It is necessary to identify and highlight the educational and historical dishonesty of the orientalist historians. In this regard, it is the need of the hour to have an impartial and critical analysis of the books of these so-called historians. In this way, most of the misconceptions and ambiguities related to the Muslim history in the Sub-Continent can be removed. This research study has been presented to fulfill the educational need of the literary circles .
Keywords: British East India Company, European Nations, Orientalist Historians, Sub-Continent۔

برصغیر پاک وہند کو ہمہ جہتی اہمیت حاصل ہے۔اقوامِ عالم کو ہمیشہ اس کی مذہبی، سیاسی، سماجی اور معاشی صورتِ حال سے دلچسپی رہی ہے۔[1] ظہورِ اسلام کے بعد رُشد وہدایت کی خوش قسمت کرنوں نے جب کرۂ ارض کے ہر گوشے کو منور کرنا چاہا تو برصغیر کے لوگوں کو بھی اُن کا بھرپور حصہ میسر آیا۔ مسلم تُجّار، فاتحین، علماء اور صوفیاء نے اسلام کی دعوت کو عام کرنے میں تحرُّک وفعّالیّت کا مظاہرہ کیا۔ خیر وبرکت کے حامل اِن صالح فکر حضرات کی مسلسل اور اَن تھک جدوجہد کے نتیجے میں اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت سے پورے برصغیر میں متعارف ہُوا۔ مسلمانوں کی طاقتور حکومتیں مختلف ادوار میں قائم ہوئیں جنہوں نے انسانی تہذیب وتمدن اور علم وفکر کے ارتقاء میں شاندار کردار ادا کیا۔[2]

تمام شعبہ ہائے حیات میں تعمیر و ترقی کے شواہد سامنے آئے، مسلم طرزِ فکر نے سارے خطے پر انفرادی واجتماعی حوالوں سے مفید و دلکش اثرات مرتب کئے، مختلف تہذیبوں کے امین و وارث مسلمانوں کے اقتدار کے تحت اپنے قومی و مذہبی تشخص کو قائم و بحال رکھے ہوئے تھے۔ بلاامتیازِ مذہب و عقیدہ تمام طبقات کو عدل وانصاف، مساوات، خوش حالی و ترقی اور رواداری کی برکات تک رسائی حاصل تھی۔ [3]

مسلم عہد کی اس شاندار تاریخ کو مسلم مؤرخین نے بڑی وضاحت اور سلیقہ شعاری کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کی کامیاب حکمتِ عملی اور فلاحی سرگرمیوں کا تذکرہ غیر مسلم مؤرخین نے بھی کیا ہے۔ برصغیر میں یورپی اقوام کی آمد کسی بہت بڑے تہذیبی اور سیاسی سانحے سے کم نہیں۔ پرتگال، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے تاجروں نے مخصوص معاشی، سیاسی اور مذہبی مقاصد کے تحت برصغیر کا رُخ کیا۔ [4] یورپی اقوام کی داخلی کشمکش منظرِ عام پر آئی، برطانیہ نے نہ صرف یہ کہ دیگر یورپی اقوام پر سبقت حاصل کرلی بلکہ مقامی مسلمان سیاسی قیادت کو بھی فارغ کردیا۔ یوں برطانوی سامراج پورے برصغیر پر قابض ہوگیا۔ [5]

اس غیر ملکی اقتدار کے تسلسل اور استحکام کے لئے بہت سے شعبہ جات میں نمایاں اقدامات کئے گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئ۔ انگریزوں نے علمی میدان میں مستشرقین کی بھرپور معاونت حاصل کی۔ مستشرقین نے مسلمانوں کی تردید واہانت کے لئے مختلف علوم وفنون سے متعلق کُتب ورسائل کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا۔ [6]

برصغیر میں مسلم عہد کی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہندو۔ مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے کے لئے سازش کی گئی، [7] مسلم عہد کو ظلم وجور اور قتل وغارت گری کے زمانے سے تعبیر کیا گیا۔ محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کو سفاک وغاصب قرار دیا گیا، [8]

تاریخی اہمیت کے حامل واقعات کی غیر حقیقی تصویر کشی کی گئی، غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ مسلم حکمرانوں نے انہیں ان کے حقوق اور جائز مقام سے محروم رکھا، مسلمانوں کی فتحِ ہند کو تاریخِ عالم کی خونخوار داستان کا نام دیا گیا، تاریخ شواہد و حقائق میں تحریف وتدلیس کے حربے استعمال کئے گئے، مسلمانوں کی شاندار تاریخ کے مثبت پہلوؤں کو تاریک پسِ منظر میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی، مستشرقین کا ارادہ یہ تھا کہ مسلمان اپنے تمدنی وثقافتی ورثہ سے بیزار ہوجائیں، احساسِ

کمتری میں مبتلا ہو جائیں، اپنے ماضی سے کٹ جائیں، اپنے مذہب و ماضی سے بد گمان ہو جائیں، سامراجی طاقتوں کے مفادات کی ترجمانی کرتے ہوئے مفروضات و قیاسات کو حقائق بنا کر پیش کیا گیا،[9]

عالمی فاتح سکندر کو علم دوست جبکہ مسلم فاتحین کو علم دشمن کے طور پر متعارف کرایا گیا، عربوں کو وحشی اور سکندر کو مہذب و متمدن کہا گیا، مسلمانوں کو ڈاکو، لالچی اور فسادی بنا کر پیش کیا گیا، مختلف مذاہب کے حاملین کو اُکسایا گیا کہ ماضی کے مسلم حکمران ظالم و جابر اور مذہبی طور پر متعصب تھے، سیاسی وجوہات کی بناپر منہدم کئے جانے والے مندروں کے واقعات کو غلط اور شر انگیز پسِ منظر میں خوب اُچھالا گیا، مسلم عہد کی انتہائی بھیانک تصویر پیش کی گئی،[10]

مسلم تہذیب اور اس میں موجود بین المذاہب ہم آہنگی کا مذاق اُڑایا گیا نیز برطانوی غاصبوں کو ذریعۂ رحمت و نعمت اور مسیحا بنا کر پیش کیا گیا۔[11] مستشرق مؤرخین کی علمی خیانت اور برصغیر کے مسلم عہد کی انسان دوست تاریخ سے متعلق اُن کے پیدا کردہ ابہامات و اشکالات کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور اس کی طویل تاریخ کے دفاع کا تقاضا ہے کہ ان اشکالات کا مسلمانوں کے معتبر مصادرِ تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ مخصوص مفادات و رجحانات کے زیرِ اثر لکھی گئی ان اشتعال انگیز کتبِ تاریخ کے برصغیر کی علمی و فکری دُنیا پر ہمہ جہتی اثرات ہوئے۔ سامراجی قوت کی حامل انگریز حکومت نے ان تاریخی اشکالات کا بھرپور فائدہ اُٹھایا، تخریب و تباہی پر مبنی اس سازشی طرزِ فکر نے بہت سے لوگوں کو گمراہ بھی کیا، اس ضمن میں مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے ادارہ جاتی بنیادوں پر اقدامات کئے گئے،[12]

اس مخصوص طرزِ فکر کے زیرِ اثر تعلیمی ادارے قائم کئے گئے،[13] رسائل و جرائد کا اِجراء ہُوا اور اشاعتی اداروں کا قیام عمل میں آیا۔[14] مسلم تاریخ کے ساتھ اس استشراقی کھلواڑ کے اسباب و محرکات کو واضح کرنے کے لئے مسلمان علماء و مؤرخین نے جرأت مندانہ کردار ادا کیا۔ انہوں نے مسلم عہد کی حقیقی منظر کشائی کے لئے بہت سے سلسلہ ہائے تصنیف و اشاعت کا انتظام کیا۔[15] اس مخصوص مذہبی و علمی اور نظریاتی و تاریخی پسِ منظر میں برصغیر کے مسلم عہد کی تاریخی حیثیت کا جائزہ بہت ضروری ہے، اُن ذرائع کی تحقیق کی جائے جن کے وسیلہ و فیضان سے اسلام برصغیر تک پہنچا۔[16]

مسلم حکومتوں کے قیام و استحکام کا تجزیہ کیا جائے، ان کے اقدامات اور کارکردگی کا جائزہ لیا جائے، تدوینِ عہدِ اسلامی کی روایت کے ارتقاء و استحکام کے مختلف مراحل کی تفتیش کی جائے، مسلم مؤرخین کی

علمی دیانت اوراُن کی تصانیف کے اسالیب وامتیازات کا تجزیہ کیا جائے، تہذیب وتمدن کے ارتقاء میں برصغیر کے مسلمانوں نے جو تاریخی کردار ادا کیا اُس کی وضاحت کی جائے ،غیر مسلم مؤرخین نے مسلم عہد کی جن معاملات میں تحسین کی ہے اُن کی نشاندہی کی جائے، مستشرقین کے علمی رویوں کی جانچ کی جائے ۔[17]

برصغیر میں انگریزوں کے سامراجی مقاصد کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے، مستشرق مؤرخین کی علمی صلاحیت ، زبان فہمی اور طرزِ تحقیق کا محاکمہ کیا جائے، ان کے ذرائع تحقیق کی کھوج لگائی جائے، ان کی کتب کے معیار کا تعین کیا جائے،ان کے دعوے تحقیق وتنقید کے غیر جانب دار اصولوں پرجانچے جائیں، ان کے پیدا کردہ ابہامات اور اشکالات کی پوری تشخیص کی جائے، ان اشکالات کا مسلم مصادرِ تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے، معلومات اور اُن کے ذرائع کا تقابل کیا جائے،تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی اس گہری سازش کے اثرات کو تلاش کیا جائے، اُن فوائد ومطالب پر غور وفکر ضروری ہے جو ان تاریخی ابہامات کے نتیجہ میں برطانوی حکمرانوں کو حاصل ہوئے ، مسلم مؤرخین نے کس طرح استشراقی مطالعات کے اہداف کو سمجھا ،اُن کے علمی ردِّ عمل کا مطالعہ بہت ضروری ہے، مسلم مؤرخین کی تصانیف کا مطالعہ وتجزیہ اس اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے کہ یہ مستشرقین کی فکر کی اصلیت جاننے کے لئے مصدرِ اول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلمانوں کی تہذیب وتاریخ اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے ضمن میں یہ تمام تحقیقات وتفتیشات بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کے ماضی سے متعلق یہ وہ اہم سوالات ہیں جن کا جواب تلاش کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

مذہب ، تہذیب ، رواداری ، تبلیغ اورتاریخ سے متعلق انہی سوالات کے جوابات کو تلاش کرنے کے لئے موضوعِ تحقیق کے طور پر "برصغیر میں مسلم عہد کی تدوین:استشراقی فکر کے تجزیہ کی ضرورت"کا انتخاب کیا گیا ہے۔

مذہب وعقیدہ، تہذیب وتمدن، علم وفکر، تصنیف وتالیف اور نظریہ وتاریخ کے میادین میں زیرِ تحقیق موضوع بڑی اہمیت وحساسیّت کا حامل ہے۔ تحقیق وتفتیش کی کامیاب تکمیل کا لازمی تقاضا ہے کہ

مستشرقین کی اُن کتب کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے جو انہوں نے برصغیر کے مسلم عہد کی تدوین کی غرض سے تحریر کیں۔ذیل کی سطور میں اُن مستشرق مؤرخین، اُن کی کتب اور کتب کے مطابع کا اندراج کیا جاتا ہے۔

1. Robert Orme, A Dissertation on the Establishment made by Muhammadan Conquerors in Hindustan, Luzac London, 1968
2. H.G.Keene, History of India m, Vol.2,London ,1893
3. Smith , Vicent, The Oxford History of India , Clarendon Press, London, 1990
4. Ishwari ,Topa , Politics in Pre-Mughal Times , Allahabad:Dion Don , 1983
5. Elphistone, Mounstuart, History of India, London: John Murry Albemarle Street, 1889
6. Lane Poole , Stanley , Medieval India , Pakistan : Sange-e- meel Publication,1997
7. Will Durant, Story of Civilization, Dev Publications, India:Madras
8. The Life and Letters of the Right Honourable Friedrich Max Mullers, longman, Green, And Co.39 Paternoster Row, London, 1902
9. Ram Gopal, British Rule in India, an Assessment
10. Peter Hardy. Modern Muslim Historical Writing on Medieval Muslim India. London: Greenwood, 1982
11. Percival Spear. A History of India. Calcutta: Pentagon books,1990

1) ایل ایف رشبروک ولیمز، ظہیرالدین محمد بابر، مترجم: رفعت بلگرامی، لاہور، نیشنل بُک ہاؤس، ایبک روڈ، ۱۹۹۵ء
2) پریمقل قادروف، ظہیرالدین بابر، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۰ء
3) ڈبلیو ایچ مورلینڈ، مسلم ہندوستان کا زراعتی نظام، لاہور، سچیت کتاب گھر، ۲۰۰۴ء
4) ڈبلیو ایچ مورلینڈ، اکبر سے اورنگ زیب تک، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۵ء
5) کرنل میڈوز ٹیلر، ہندوستان کے ٹھگ، مترجم: حسن عابد جعفری، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۹ء
6) کرنل میلن، اکبر شہنشاہ، مترجم: لالہ شودیال، لاہور، سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۲ء
7) ہیرلڈم، بابر، مترجم: سید ہاشمی فرید آبادی، لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۵ء

8) سی ایف اینڈ ریوز، تذکرہ مولوی ذکاالله دہلوی (مترجم ضیاءالدین احمد برنی)، کراچی: تعلیمی مرکز، ۱۹۵۲ء

9) ای مارسڈن، لالہ جیارم۔ تاریخ ہند، لاہور: بک ہوم پبلشرز، ۲۰۱۲ء

مستشرق مؤرخین کی مندرجہ بالا طویل و ضخیم کتب اور ان کے علمی مقالات کا مطالعہ و تجزیہ گہرے غور وخوض کا متقاضی ہے۔ اُمید ہے کہ علم و تحقیق کی دُنیا میں زیرِ نظر مقالہ نہایت مفید ہوگا۔ برصغیر میں مسلمانوں کی مستحکم حکومتوں نے شاندار اقدامات کے ذریعے تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں متحرک کردار ادا کیا۔ ان بے مثال کارناموں کے اظہار و بیان کے لئے مسلم مؤرخین نے بیش قیمت تصانیف تحریر کیں، اس ضمن میں برصغیر کے غیر مسلم مقامی مؤرخین نے بھی مثبت وفعال کردار ادا کیا۔ البتہ برطانوی سامراج کی آمد سے عہدِ اسلامی کی تدوین پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ مستشرقین نے غیر ملکی تسلط کے احیاء و استحکام کی غرض سے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی اور ہندوستانی تاریخ کے مسلم عہد کو توڑ موڑ کر پیش کیا، انہوں نے مسلم تہذیب وثقافت اور مسلم حکمرانوں کے انسانی فلاح پر مشتمل کارناموں سے متعلق جن ابہامات اور اشکالات کو پیدا کیا اُن کا مسلمانوں کے مصادرِ تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیا جانا نہایت ضروری ہے۔

مخصوص مفادات کے حصول کے لئے مستشرقین کی تاریخ نویسی کے ہمہ جہتی اثرات مرتب ہوئے۔ برطانوی سامراج نے اپنے غلبہ کے تسلسل کے لئے بہت سے اقدامات کئے، اس کے برعکس مسلم عہد کی حقیقی منظر کشائی کے لئے مسلم مؤرخین نے شدید ردِّ عمل کا مظاہرہ کیا اور تاریخی حقائق کی وضاحت کے لئے مفید و مؤثر تصانیف پیش کیں۔ اس مخصوص مذہبی، نظریاتی اور علمی پسِ منظر میں نہایت ضروری ہے کہ برصغیر میں مسلم عہد تاریخ پر مشتمل مستشرقین کی نگارشات کا مسلمانوں کے معتبر مصادر کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ موضوعِ تحقیق سے متعلق پہلے سے موجود علمی و تاریخی مواد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

تحقیقی مقالات (پی ایچ ڈی)

1. G.J.Douds,Government And Princes:India 1918-1939,PH.D, University of Edingurgh ,1979

تحقیقی مقالات (ایم۔فل)

1. Owais Akhtar , Religion Policy of The Mughals as Based on The European Travelers Ancient 1556-1707, M.Phil,History Punjab University Lahore ,2010
2. Rahat Ara, Orientalism and Travell Writing in 18th Century in India , M.Phil,History Punjab University Lahore ,2012-2014

تحقیقی مضامین

1. William Dalrymple, India: The War over History, Oxfor University Press, April-7-2005.
2. T.Satyamurth, A Critical Approach to theories on ancient India, January -05-2015.[18]
3. Hari Om, Contemporary India: History Book for Class IX ,New Delhi: NCERT, 2002

تصانیف وتالیفات

تاریخِ برصغیر پر جو کُتب تالیف کی گئیں اُن میں احمد ریاض الھدیٰ کی "سلاطینِ ہند کا نظمِ مملکت، ۱۲۰۶ء تا ۱۷۰۷ء"[19]، "اسلام اور عصرِ جدید "[20]،اقبال قیصر کی "سرحد کے خان وڈیرے اور برطانوی راج"[21]،امان اللہ کاظم کی "ٹیپو سلطان"[22]،بمل کمار دت کی "ہندوستان کے زمانۂ قدیم ووسطیٰ کے کتب خانے"[23]،پروفیسر ظفرالاسلام اصلاحی کی "اسلامی علوم کا ارتقاء عہد سلطنت کے ہندوستان میں"[24]، پروفیسر محمد اسلم کی " تاریخی مقالات"[25]، پروفیسر محمد حبیب کی "سلطان محمود غزنوی"[26]،پروفیسر اعجاز قریشی کی " ون یونٹ اور سندھ"[27]، پنڈت کنہیا لال کی " تاریخ بغاوتِ ہند ۱۸۵۷ء"[28]،تاریخ ہند عہد وسطیٰ (غیر مطبوعہ مآخذ)، مجموعہ مقالات"[29]، حاجی قیصر حسین کی " شاہی قلعہ لاہور"[30]،حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی "تذکرہ علماء امرتسر"[31]،خشونت سنگھ کی "دلی"[32]،خواجہ حسن نظامی کی "مقدمہ بہادر شاہ ظفر"[33]،ڈاکٹر ذاکر نائیک کی "اسلام پر غیر مسلموں کے اعتراضات اور ان کے جوابات"[34]،ڈاکٹر ستیش چندر کی" مغل دربار کی سیاست اور گروہ

بندیاں(1707ء-1740ء)"[35]،ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی "کاروانِ صحافت"[36]،ڈاکٹر فواد سیز گین کی تاریخ علوم میں تہذیبِ اسلامی کا مقام"[37]، ڈاکٹر مبارک علی کی "سہ ماہی تاریخ کتابی سلسلہ (۴)[38]، "سہ ماہی تاریخ(خاص نمبر: کولونیل ازم برصغیر ہندوستان میں)"[39]، "سہ ماہی تاریخ کتابی سلسلہ(۲۹)"[40]اور"سہ ماہی تاریخ کتابی سلسلہ(۳٦)"[41]،ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی کی "دارالمصنفین کی تاریخی خدمات"[42]،ڈاکٹر محمد ثناءاللہ ندوی کی "علومِ اسلامیہ اور مستشرقین(منہاجیاتی تجزیہ اور تنقید)"[43]،ڈاکٹر محمد فخرالحق نوری کی "بازیافت"[44]،ڈاکٹر مسکین علی حجازی کی "پنجاب میں اُردو صحافت کی تاریخ"[45]،ڈاکٹر مہ جبین زیدی کا" ماہنامہ معارف اعظم گڑھ (شذراتِ صباح الدین عبدالرحمٰن)"[46]،راجندر لال ہانڈا کی "دلی جو ایک شہر تھا"[47]،سارا انصاری کی "سندھی پیر اور برطانوی راج"[48]،سید ابو ظفر دسنوی ندوی کی "تاریخ سندھ"[49]،سید صباح الدین عبدالرحمٰن کی "ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام"[50]،"بزمِ تیموریہ"[51]،"بزمِ مملوکیہ"[52]،"سلاطینِ ہند فنونِ حرب اور تمدن"[53]، "مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی جلوے"[54]، "مغل بادشاہوں کے عہد میں ہندوستان میں محبت و شیفتگی کے جذبات"[55]۔

ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک ایک جھلک"[56]، "اسلام میں مذہبی رواداری"[57]، "شذراتِ تاریخ وحکمت"[58]اور "ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری"[59]،سید فیضان عباس کی "نواب وزیر خان اور ان کی یادگاریں"[60]،شہزادی جہاں آرا بیگم کا"رسالہ صاحبیہ"[61]،شوکت علی فہمی کی "ہندوستان میں اسلامی حکومت"[62]اور "ہندوستان پر مغلیہ حکومت"[63]،شیریں موسوی کی "جلال الدین اکبر"[64]،طاہر مسعود کی "اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ"[65]،ظفر الاسلام اصلاحی کی "تعلیم عہد اسلامی کے ہندوستان میں"[66]،عبدالجبار اجمیری کی "جامع تاریخ مسلمانوں کا شاندار ماضی"[67]،عبداللہ بٹ کی "ٹیپو سلطان"[68]،عزیز ملک کی "صحافت اور تحریکِ آزادی"[69]،عطاءالرحمٰن قاسمی کی "دلی کی تاریخی مساجد"[70]، علامہ شبلی نعمانی کی اورنگ زیب عالمگیر"[71]، علامہ نیاز فتح پوری کی "تاریخِ اسلامی ہند" [72]،غافر شہزاد کی "پنجاب میں صوفی درگاہیں(کمال سے زوال تک)"[73]،غلام کبریا کی "آزادی سے پہلے مسلمانوں کا ذہنی رویہ"[74]، محمد حبیب، خلیق احمد نظامی کی" جامع تاریخ ھند"[75]۔

محمد خالد مسعود کی "برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما"[76]، معاذ قریشی کی "ٹیپو سلطان"[77]، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی "اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین"[78]، مولانا محمد حسین آزاد کی "قصصِ ھند"[79]، مولوی احمد الدین کی "اورنگ زیب عالمگیر"[80]، مولوی ذکاء اللہ کی "اورنگزیب عالمگیر"[81]، مولوی سید احمد دہلوی کی "رسوم دہلی"[82]، میاں محمد افضل کی "سقوطِ بغداد سے سقوطِ ڈھاکہ تک"[83] اور میاں محمد شفیع کی "۱۸۵۷ء پہلی جنگِ آزادی (واقعات و حقائق)"[84] بہت اہم ہیں۔

مندرجہ بالا وقیع اور قابلِ قدر علمی مواد میں برصغیر کی مسلم تاریخ کے بعض ضمنی گوشوں پر رہنمائی ضرور کی گئی ہے، البتہ اس میں مستشرق مؤرخین کا تذکرہ مفقود ہے، استشراقی نگارشات کا تجزیہ نہیں کیا گیا، مستشرقین کے پیدا کردہ اشکالات کی نشاندہی نہیں کی گئی، کوئی ایسی کتاب دستیاب نہیں ہو سکی جس میں برصغیر کے مسلم عہد سے متعلق استشراقی افکار اور معتبر مسلم مصادرِ تاریخ کا تقابل کیا گیا ہو، جامعات کے پیش کردہ تحقیقی مقالات بھی مستشرقین کے پیدا کردہ اشکالات کو رفع کرتے دکھائی نہیں دیتے، تحقیقی رسائل و جرائد میں سے کوئی ایسا مضمون میسر نہیں آ سکا جس میں استشراقی تاریخ نویسی کے برصغیر پر اثرات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہو۔ اس تفصیلی جائزے کا مقصد و نتیجہ یہ ہے کہ زیرِ نظر موضوعِ تحقیق عصری ضروریات کے عین مطابق ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس تحقیقی تجزیہ سے بہت سے تاریخی ابہامات کا خاتمہ ہو گا، اشکالات رفع ہوں گے نیز علم و فکر اور غور و خوض کے میدان میں رہنما معلومات دستیاب ہوں گی۔

خلاصۂ بحث

اقوامِ عالم میں برصغیر کی تاریخ و ثقافت کو ہمیشہ اہمیّت حاصل رہی ہے۔ ایک اہم تاریخی حقیقت یہ ہے کہ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے تہذیب تمدن کے ہر گوشے میں ترقی ہوئی۔ بہت سے مؤرخین نے مسلمانوں کے شاندار کارناموں کو بیان کیا ہے۔ برصغیر میں مسلم اقتدار کا خاتمہ یورپی اقوام کی آمد سے ہُوا۔ برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے مغل حکمرانوں کو شکست دے دی اور اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے سیاسی اقتدار کی مضبوطی کے لئے مسلم عہد کی تاریخ کو توڑ موڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کے اقتدار کو ظالمانہ دور سے تعبیر کیا۔ مسلمانوں کی تہذیبی ترقی کو تاریک پسِ منظر میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں کی بین المذاہب ہم آہنگی کا مذاق اُڑایا گیا۔

برطانوی حکمرانوں کو انسان دوست ظاہر کیا گیا۔ مستشرق مؤرخین کی علمی خیانت کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔اس پسِ منظر میں ضروری ہے کہ اس طرح مسلمانوں کی تاریخ سے متعلق مستشرقین کی کُتب کا ناقدانہ جائزہ لیا جائے،اس طرح مسلمانوں کی تاریخ سے متعلق بہت سے ابہامات کا خاتمہ ہوگا۔ زیرِ نظر تحقیق مضمون اسی علمی وفکری ضرورت کے احساس کے لئے تحریر کیا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 گستاؤلی بان،ڈاکٹر۔ تمدنِ ہند۔ مترجم: سید علی بلگرامی، کراچی، ۱۹۶۲ء، ص: ۲؛ بابر، ظہیر الدین۔ تُزکِ بابری۔ مترجم: مرزا نصیر الدین حیدر، کراچی، ۱۹۶۲ء، ص: ۳۴۳

2 سالک، عبدالمجید۔ مسلم ثقافت ہندوستان میں۔لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۱-۲۰۰؛ محمد اکرام، شیخ۔ آب کوثر۔لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۵ء، ص: ۶۰-۹۰؛اقبال حسین،ڈاکٹر۔ہندوستانی تہذیب ، لکھنؤ: اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۲ء، ص: ۴۱-۷۵

3 سید صباح الدین عبدالرحمٰن،ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری،اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی،۲۰۰۹ء

4 A.Mathias Mundadan,History of Charistianity in India,Vol:1,P.243-252; Samuel Mander ,The Treasure of History, London,1858,P.777

5 ڈاکٹر مجید ایبل، مس فریڈا کیری۔ پاکستان میں پروٹسٹنٹ مسیحیت کی تاریخ،اوپن تھیولاجیکل سیمنری۔ لاہور: 3-شاہد کالونی، وحدت روڈ، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۶-۲۸

6 پادری، برکت اللہ، سلطنت مغلیہ اور مسیحیت۔ ص: ۲۱۷-۲۸۶؛امداد صابری۔ آثارِ رحمت۔ دہلی: یونین پرنٹنگ پریس س۔ن، ص: ۳۴-۳۸

7 John Clork ,An Abridged History of India , John Clork warsiman , London, 1873,P.430

8 سید سلیم،تاریخ نظریۂ پاکستان،لاہور،ادارہ تعلیمی، تنظیم اساتذہ پاکستان،لاہور،اپریل،۱۹۸۵ء،ص: ۷۰

9 Major B.D.Basu, Rise of The Christian Power in India , Chatter Jee , Calcata , 1931,P.2

10 یاسر عرفات،ہندوستانی تاریخ کے مسلم عہد کی تدوین اور استشراقی تحقیقات،جی سی یونیورسٹی،فیصل آباد، مجلہ: ضیائے تحقیق، جلد: ۲، شمارہ: ۲۰۱۱،۲ء

11 صدیقی، نادر رضا، ڈاکٹر۔ پاکستان میں مسیحیت کا فروغ۔ کراچی: صدیقی ٹرسٹ، نشتر روڈ، ۱۹۸۵ء، ص: ۱۴

12 Smith George ,The Conversion to India,P.44;Hunter, William, Th Imperial Gazetter of India ,P10-40;Sabshena,R.N,Into The Mainstream , P.24;Government of Madhia Pardesh, Report Enuquiry Committee on Christian Missionary Activities, Nagpure, 1856

13 امداد صابری۔ فرنگیوں کا جال۔ انڈیا: نیو دہلی، فرید بک ڈپو، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۶۰

14 امداد صابری۔ فرنگیوں کا جال۔ ص: ۱۴۸-۱۴۵؛ اختر راہی۔ مقالہ: منشورِ محمدی، ماہنامہ: عالمِ اسلام اور عیسائیت۔ جولائی :۱۹۹۳ء، ص: ۱۷-۱۶

15 محمد سلیم، سید۔ مغربی زبانوں کے ماہر علماء۔ لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق، ۱۹۹۳ء، ص: ۸۴-۸۵؛ عبداللہ، سید۔ مباحثہ مذہبی۔ حصہ دوم، اکبر آباد: مطبع منعمیہ، ۱۲۷۱ھ، ص: ۱۱۴-۱۱۶؛ امداد صابری۔ فرنگیوں کا جال۔ ص: ۳۰۴-; ۴۸۷، ۳۱۱ بھٹی، محمد اسحٰق۔ فقہائے پاک وہند۔ لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۸۲ء، ص: ۹۸-۱۰۶؛ اثری، محمد مقتدی عمری۔ تذکرۃ المناظرین۔

حصہ اول، لاہور: دار النوادر، ۲۰۰۷ء، ص: ۱۱۸-۱۲۰؛ محمد اکرام، شیخ۔ موجِ کوثر۔ لاہور: فیروز سنز، ۱۹۶۳ء، ص: ۱۹۹-۲۰۰ ؛ نانوتوی، محمد قاسم۔ گفتگوئے مذہبی، دیوبند: مکتبہ امدادیہ، س۔ن، ص: ۳؛ امداد صابری۔ تاریخِ صحافت اُردو۔

حصہ دوم، دہلی: س۔ن، ص: ۴۴۱؛ محمد اسلام انصاری۔ ملت اسلام کی محسن شخصیات۔ کراچی: دار الاشاعت، اردو بازار، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۴۳-۱۴۵؛ رضوی، سید محبوب۔ تاریخ دار العلوم دیوبند نمبر (اشاعتِ خاص)، ساہیوال، ماہنامہ الرشید، ۱۹۸۰ء، مارچ-اپریل، ج: ۸، شمارہ: ۴، ص: ۱۷

16 ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری، برصغیر میں اشاعتِ اسلام کے ذرائع، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، مجلہ: القلم، دسمبر ۲۰۱۰ء، ص: ۱۵۰-۱۷۲

17 مبشر علی، برصغیر میں مسلم تاریخ نویسی: ڈاکٹر مبارک علی کے افکار کا ناقدانہ جائزہ، مقالہ ایم فل: علومِ اسلامیہ یونیورسٹی آف گجرات، گجرات، سیشن: ۲۰۱۳ء- ۲۰۱۵ء

18 https://www.thehindu.com/books/books-reviews/a-critical-approach-to- theories-on-ancient-india/article6757594.ece

19 لاہور، علمی کتاب خانہ، اردو بازار، ۱۹۹۱ء

20 نئی دہلی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، ۲۵، ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، اپریل ۲۰۱۴ء

21 لاہور، فکشن ہاؤس، ۱۹۹۷ء

22 لاہور، عثمان پبلی کیشنز، س۔ن
23 دہلی، ترقی اردو بورڈ، مارچ ۱۹۷۹ء
24 نئی دہلی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء
25 لاہور، بک ٹاک، ۲۰۱۸ء
26 لاہور، تخلیقات، ۱۹۹۸ء
27 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۸ء
28 لاہور، پرنٹ یارڈ پرنٹر، ۲۰۱۵ء
29 پٹنہ، خدابخش اردو اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۹ء
30 لاہور، سونی پبلشرز، ۲۰۰۱ء
31 لاہور، والضحیٰ پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
32 لاہور، علم و عرفان پبلیشرز، ۲۰۱۶
33 لاہور، زاہد بشیر پرنٹرز، ۱۹۹۰ء
34 لاہور، بیکن بکس، ۲۰۰۶ء
35 لاہور، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
36 کراچی، انجمن ترقیِ اردو پاکستان، ۱۹۸۹ء
37 اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء
38 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۰ء
39 لاہور، فکشن ہاؤس کتابی سلسلہ ۲۲، جولائی ۲۰۰۴ء
40 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۶ء،
41 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۸ء،
42 پٹنہ، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۲ء
43 لاہور، نشریات، ۲۰۰۹ء
44 لاہور، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۳ء
45 لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء
46 کراچی، منزل اکیڈمی، سعد پرنٹرز، ۲۰۰۶ء

47 لاہور، سیو نتھ سکائی پبلی کیشنز، اردو بازار، ۲۰۱۳ء

48 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱٦ء

49 لاہور، وقاص جاوید پرنٹرز، ۲۰۱۸ء

50 لاہور، ادارہ تاریخ و ثقافتِ اسلامیہ، ۲۰۱۸ء

51 اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۱۱ء

52 لاہور، پرنٹ لائن پبلشرز، ۲۰۰۱ء

53 کراچی، ذکی پرنٹر، ۲۰۰۴ء

54 اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۰۹ء

55 اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۱۱ء

56 اعظم گڑھ، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، ۲۰۱۲ء

57 لاہور، دارالشعور، ۲۰۱۰ء

58 کراچی، منزل اکیڈمی، ۲۰۰۹ء

59 اعظم گڑھ، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، ۲۰۰۹ء

60 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۸ء

61 لاہور، اشرف پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۳ء

62 لاہور، برکت اینڈ سنز، ۲۰۱۲ء

63 لاہور، جہانِ علم وادب، س۔ن

64 لاہور، فیکٹ پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء

65 لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، س۔ن

66 اعظم گڑھ دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، س۔ن

67 لاہور، وقاص جاوید پرنٹرز، ۲۰۱۸ء

68 لاہور، تعمیر پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۹ء

69 لاہور، شعیب پبلشرز، ۱۹۸۴ء

70 نئی دہلی، مولانا آزاد اکیڈمی، ۲۰۰۷ء

71 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۵ء

72 کراچی، سٹی بک پوائینٹ، ۲۰۱۴ء

73 لاہور، فکشن ہاؤس، ۲۰۱۴ء

74 لاہور، مشعل بکس، ۲۰۰۲ء

75 لاہور، مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۷ء

76 اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ۲۰۰۸ء

77 لاہور، دعا پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء

78 کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، ۱۹۹۲ء

79 لاہور، بک ٹاک، ۲۰۱۰ء

80 لاہور، گوھر پبلی کیشنز، س۔ن

81 لاہور، علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۴ء

82 دہلی، اردو اکیڈمی، ۲۰۱۳ء

83 لاہور، الفیصل ناشران وتاجرانِ کُتب، ۲۰۱۹ء

84 لاہور، مکتبہ جمال، ۲۰۰۸ء